## سوال

(348) سنت رسول ﷺ کے ساتھ عمل واجب اور اس کا انکار کفر ہے

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سنت رسول ﷺ کے ساتھ عمل واجب اور اس کا انکار کفر ہے

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

## سنت رسول ﷺ کے ساتھ عمل واجب اور اس کا انکار کفر ہے

الحمد للہ رب العالمین 'والعاقبة للمتقین 'والصلوۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد المرسل رحمة للعالمین 'وحجة علی العباد اجمعین 'وعلی آلہ واصحابہ الذین حملوا کتاب ربھم سبحانہ وسنة نبیھم صلی اللہ علی وسلم الی من بعدھم 'بغایة الامانة والاتقان 'والحفظ التام للمعانی والالفاظ رضی اللہ عنھم وارضاھم وجعلنا من اتباعھم باحسان - اما بعد :

قدیم وجدید، ہر دور کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اثبات احکام اور حلال وحرام کے بیان کے سلسلہ میں شریعت کے جو معتبر اصول ہیں، ان میں سر فہرست تو کتاب اللہ ہے کہ اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہوسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ آپؐ خواہش نفس سے منہ سے بات نہیں نکالتے بلکہ آپؐ جو بھی فرماتے ہیں وہ تو اس وحی الہی کی روشنی میں ہوتا ہے جو آپؐ پر نازل ہوئی، اس پر علماء امت کا اجماع ہے اور ان کے علاوہ دیگر اصولوں کے بارے میں جن میں سے سب سے اہم قیاس ہے، علماء کا اختلاف ہے۔ قیاس کے بارے میں جمہور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ یہ حجت ہے بشرطیکہ معتبر شروط کو پورا کرتا ہو۔ ان اصولوں کی حجیت کے بارے میں دلائل اس قدر ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا اور اس قدر مشہور ہیں کہ ان کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ان میں سے اصل اول، کتاب اللہ ہے اور اس کے بارے میں خود قرآن مجید ہی کے بہت سے مقامات پر یہ بیان کیا گیا ہے یہ اس کتاب کی اتباع کرنا، اسے مضبوطی سے تھام لینا اور اس کے حدود کی پابندی کرنا واجب ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے :

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (الاعراف ۷/۳)

''(لوگو) جو (کتاب) تمہارے پروردگار کے ہاں سے تمہاری طرف نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔''

اور فرمایا :

وَہٰذَا کِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الانعام ۶/۱۵۵)

''اور یہ برکت والی کتاب بھی ہم نے ہی اتاری ہے، تو اس کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے۔''

نیز فرمایا:

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۱۵ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (المائدہ ۵/۱۵-۱۶)

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آچکی ہے جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے راستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔''

مزید فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۴۱ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (فصلت ۴۱/۴۱-۴۲)

''تحقیق جن لوگوں نے نصیحت نہ مانی جب وہ ان کے پاس آئی اور یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہوسکتا ہے نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ) کی اتاری ہوئی ہے۔''

اور فرمایا:

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (الانعام ۶/۱۹)

''اور یہ قرآن مجید مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔''

نیز فرمایا:

هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ (ابراھیم ۱۴/۵۲)

''یہ (قرآن) لوگوں کے نام (اللہ کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ کی بہت سی صحیح احادیث بھی ہیں جن میں قرآن مجید کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے اور اسے مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص قرآن مجید مضبوطی سے تھام لے وہ ہدایت پر ہے اور جو اسے ترک کردے وہ صریحا ضلالت وگمراہی میں بتلا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ ''میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے تھام لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب!'' یہ حدیث مسلم میں ہے اور

''صحیح مسلم'' ہی کی ایک دوسری حدیث میں ہے، جو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تحقیق میں تم میں دو گراں مایہ چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک تو اللہ کی کتاب ہے جو سراپا ہدایت و نور ہے، اللہ کی کتاب کو لے لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو'' آپ نے اللہ تعالی کی کتاب کو مضبوطی سے تھامنے کی بہت ترغیب دی اور پھر فرمایا'' دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں، میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے بارے میں، میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔'' ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ اللہ کی رسی ہے، جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے ترک

کردیا وہ گمراہی میں مبتلا ہے۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوران کے بعد کے تمام اہل علم وایمان کا اس بات پر اجماع ہے کہ کتاب اللہ اوراس کے ساتھ ساتھ سنت رسول اللہ ﷺ کو بھی مضبوطی سے تھامنا ،ان کے مطابق فیصلہ کرنا اور تمام امور ومعاملات میں انہی کی طرف رجوع کرنا واجب ہے ، یہ اجماع ہی اس بات کی کافی وشافی دلیل ہے لہذا اس سلسلہ میں وارد دلائل کو ذکر کرکے ہم بات کو طول نہیں دینا چاہتے۔

جن اصول ثلاثہ پر تمام امت کا اجماع ہے ،ان میں سے دوسرا اصل رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے ،چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوران کے بعد کے تمام اہل علم وایمان اس اصل اصیل پر ایمان رکھتے ہیں ،اسے دین میں حجت گردانتے ہیں ،امت کو اس کی تعلیم دیتے ہیں ،اس موضوع پر انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں ،کتب اصول فقہ واصول حدیث میں بھی اسے واضح فرمایا اوراس سلسلہ کے دلائل اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا ،چنانچہ انہی دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود کتاب اللہ میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع واطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حکم جیسا کہ آپؐ کے ہم عصر لوگوں کے لئے تھا ،اسی طرح بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے بھی ہے کیونکہ آپؐ تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ آپؐ کی بعثت سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ آپؐ کی اتباع واطاعت بجالائیں اور پھر یہ اس لئے بھی کہ رسول اللہ ﷺ ہی کتاب اللہ کے مفسر ہیں۔ کتاب اللہ میں جو باتیں اجمال کے ساتھ بیان کی گئی تھیں ،آپؐ نے اپنے اقوال ،افعال اور تقریرات کے ذریعے ان کی تفصیل بیان فرمادی ہے اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت نہ ہوتی تو مسلمانوں کو ہرگز یہ معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ نمازوں کی رکعات کی تعداد کیا ہے ؟ نمازوں کو کس طرح ادا کرنا ہے ، نماز کے فرائض وواجبات کون کون سے ہیں ؟ اسی طرح انہیں روزہ ،زکوۃ ،حج ،جہاد ،امر بالمعروف ،نہی عن المنکر ،معاملات ،محرمات اور حدود وتعزیرات کے احکام کی بھی تفصیلات معلوم نہیں ہوسکتی تھیں۔

اتباع واطاعت رسول کے متعلق میں جو آیات کریمہ ہیں ،ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں :

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (آل عمران ۱۳۲/۳)

''اور اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

نیز فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء ۵۹/۴)

''اے ایمان والو!اللہ اوراس کے رسول کی فرماں برداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تمہارا اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اوراس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اوراس کا انجام (نتیجہ) بھی اچھا ہے۔''

مزید فرمایا

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (النساء ۸۰/۴)

''جس شخص نے رسول کی فرماں برداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرماں برداری کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر!تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

اگر آپؐ کی سنت حجت نہیں یا تمام سنت محفوظ نہیں تو پھر آپؐ کی اطاعت کیسے ممکن ہے ؟ اور تنازعات کے تصفیہ کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا کیسے ممکن ہے ؟ سنت کو حجت یا محفوظ تسلیم نہ کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو ایک ایسی چیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے حالانکہ ایسا خیال کرنا بے حد باطل ،اللہ تعالی کی ذات گرامی کے ساتھ بہت بڑا کفر اور بدگمانی ہے۔ اللہ تعالی نے سورہ نحل میں ارشاد فرمایا ہے :

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل ١٦/٤٤)

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں کی جانب نازل فرمائے گئے ہیں آپ کھول کھول کر بیان کردیں تاکہ وہ غور کریں۔''

اسی سورہ مبارکہ میں مزید فرمایا:

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (النحل ١٦/٦٤)

''اور ہم نے اس لئے یہ کتاب نازل کی ہے کہ جس امر میں لوگوں کو اختلاف ہے آپ اس کا فیصلہ کردیں اور (یہ) مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔''

اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کا وجود نہیں ہے یا وہ حجت نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالی اپنی کتاب کی توضیح وتشریح کا کام آپؐ کے سپرد فرمائیں، اسی طرح اللہ تعالی نے سورہ نور میں بھی ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (النور٥٤/٢٤)

''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اللہ کی فرماں برداری کرو اور رسول کے حکم پر چلو، اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کو ادا کرنا) ہے جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول اللہ کے ذمے تو صاف صاف (اللہ کے احکام کا) پہنچا دینا ہے۔''

اسی سورت میں اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (النور٢٤/٥٦)

''اور نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور (اللہ کے) پیغمبر کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

سورہ الاعراف میں فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

(الاعراف ٧/١٥٨)

''(اے محمد ﷺ!) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) وہ جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے، اللہ کو چھوڑ کر (یعنی اس کے سوا) کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، تو اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر امی پر، جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں، ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔''

یہ آیات اس امر پر واضح طور پر دلالت کررہی ہے کہ ہدایت اور رحمت نبی علیہ السلام کی اتباع میں مضمر ہے، اور سنت پر عمل کے بغیر آپؐ کی تباع واطاعت کس طرح ممکن ہے؟ یا اگر یہ کہا جائے کہ سنت حجت نہیں یا قابل اعتماد نہیں تو اس صورت میں بھی کس طرح سنت کی اتباع ممکن ہے؟ اور اللہ عزوجل نے سورہ نور میں فرمایا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور٦٣/٢٤)

''جو لوگ ان (یعنی پیغمبر) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیئے (ایسا نہ ہو کہ) ان پر (دنیا میں) کوئی آفت پڑجائے یا (آخرت میں) تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔''

اور سورہ حشر میں ارشاد فرمایا :

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر ۵۹/۷)

''جو چیز تمھیں رسول (ﷺ) دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) رک جاو۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جو سب کی سب اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپؐ کی اطاعت اور آپؐ کے لائے ہوئے دین و شریعت کی اتباع واجب ہے جیسا کہ قبل ازیں وہ دلائل بھی بیان کئے جاچکے ہیں کتاب اللہ کی اتباع ،اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنے اوراس کے اوامر و نواہی کی اطاعت پر دلالت کرتے ہیں ۔ دین کے یہ دونوں اصل قیامت تک باقی رہنے والی نہ ہوتی توآپؐ اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیتے،اس سے یہ بھی معلوم ہواکہ سنت اس شخص کےلئے حجت ہے جس نے اسے آپؐ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہواوراس کےلئے بھی یہ حجت ہے جس کے پاس یہ صحیح اسناد کے ساتھ پہنچی ہو۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے رسول اللہ ﷺ کی قولی اور فعلی احادیث کو یاد کیا اور پھر انہیں تابعین تک پہنچادیا ،پھرتابعین نے انہیں بعد میں آنے والوں تک پہنچادیا اور پھرا س کے بعد نسل درنسل اورقرن درقرن ثقہ علماء نے احادیث مبارکہ کو منتقل کیا،انہیں مستقل کتابوں میں جمع کیا اور صحیح وضعیف کو بھی واضح کردیا اوراس سلسلہ میں مشہور ومعروف قوانین اورضوابط بھی مقررکیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سند صحیح ہے یا ضعیف ،اہل علم نے کتب حدیث مثلا صحیحین وغیرھما کو قبولیت سے نوازااوران کی مکمل طورپر حفاظت کی ،جس طرح اللہ تعالی نے اپنی کتاب مقدس کی حفاظت کا بھی اہتمام فرمایااوراسے بے ہودہ لوگوں کے لغو،ملحدوں کے الحاد اور باطل پرستوں کی تحریف سے بچایاتاکہ اس ارشادباری تعالی کی حقانیت ثابت ہوجائے کہ :

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر ۱۵/۹)

''بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اتاری ہے اورہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

بلاشک وشبہ رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ وحی ہے اوراس کی حفاظت کا بھی اللہ تعالی نے اس طرح ذمہ اٹھایا ہے،جس طرح اس نے اپنی کتاب مقدس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے اوراس مقصد کےلئے اللہ تعالی نے نقاد علماء کو توفیق بخشی جنہوں نے باطل پرستوں کی تحریف اورجاہلوں کی تاویل کی نفی کردی اورسنت کے رخ زیبا سے ہر اس آلائش کو دور کردیاجسے جاہل ،کذاب اورملحد لوگوں نے چپکانے کی کوشش کی تھی اللہ تعالی نے یہ اہتمام اس لئے فرمایا ہے ،

سنت رسول اللہ،کتاب اللہ کی تفسیر ہے ،مجمل احکام کی تفصیل ہے اور پھر سنت

رسول اللہ ﷺ میں کئی مستقل ایسے احکام بھی ہیں ،جن کے بارے میں قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے مثلا احکام رضاعت تفصیل ،میراث کے بعض احکام ،ایک شخص کا ،عورت اوراس کی پھوپھی یاخالہ سے بیک وقت نکاح کا حرام ہونا اور دیگر بہت سے وہ احکام جوصرف سنت صحیحہ سے ثابت ہوتے ہیں اورکتاب اللہ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔

اب ہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تابعین عظام رحمۃ اللہ علیھم اوران کے بعد اہل علم کے حوالہ سے کچھ ایسی باتیں بیان کریں گے جن سے یہ معلوم ہوگاکہ ان کے ہاں سنت کی کس قدر تعظیم تھی اوروہ اس کے مطابق عمل کوکس طرح واجب قراردیتے تھے ،چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایاتوکچھ عرب قبائل مرتد ہوگئے (اورانھوں نے زکوۃ اداکرنے سے انکار کردیا) توحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ کی قسم !میں ہر اس شخص کے خلاف جہاد کروں گاجونماز اورزکوۃ میں فرق کرے گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ ان سے کس طرح جہاد کرسکتے ہیں ،جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تویہ فرمایاہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم ہے جس وقت تک کہ وہ لا الہ الااللہ کے قائل نہیں ہوجاتے ،جب وہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہوجائیں گے تو مجھ سے اپنے خون اورمال کو بچالیں گے الایہ لا الہ الااللہ کا کوئی حق ہو۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کرفرمایا ''کیازکوۃ لا الہ الااللہ کا حق نہیں ہے ؟اللہ کی قسم !اگریہ لوگ بکری کے اس بچے کے بطورزکوۃ دینے سے انکار کریں

گے ،جیسے وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو میں اس انکار کی وجہ سے بھی ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

لازم وملزوم ہیں جو ان میں سے کسی ایک کا انکار کرتا ہے ، وہ گویا دوسرے کا بھی انکار اور تکذیب کرتا ہے اور یہ انکار کفر اور ضلالت ہے اور اس پر تمام اہل علم وایمان کا اجماع ہے کہ یہ انکار دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کے مترادف ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ تواتر سے ثابت ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی اطاعت اور آپؐ کی سنت کی اتباع واجب ہے اور آپؐ ی نافرمانی حرام ہے، آپؐ کی نافرمانی اس (شخص) کے لئے بھی حرام ہے جو آپؐ کے زمانہ میں ہو اور ہر اس شخص کے لئے بھی حرام ہے جو قیامت تک آنے والا ہو۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری اطاعت کرے، وہ گویا اللہ تعالی کی اطاعت کرتا ہے اور جو میری نافرمانی کرے گویا اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا ہے۔ ''صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جنت میں جانے سے انکار کردے گا۔ ''عرض کیا گیا'' یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ ''آپؐ نے فرمایا'' جو شخص میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص میری نافرمانی کرے گا اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کردیا۔ ''امام احمد، ابوداود اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''خبردار آگاہ رہو! کہ مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی (یعنی سنت)، ممکن ہے کہ عنقریب ایک آدمی ،اپنے تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے یہ کہے کہ بس اس قرآن ہی کو لازم پکڑلو، اس میں جو حلال پاو بس اسی کو حلال سمجھو اور اس میں جو حرام دیکھو بس اسی کو حرام گردانو۔ ''

امام ابوداود اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیھم صحیح سند کے ساتھ ابن ابی رافع سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ ابورافع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں تم میں سے کسی کو (اس کے) اپنے تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے اس طرح نہ پاوں کہ اس کے پاس امر یا نہی پر مشتمل میرا کوئی حکم آئے اور وہ کہے کہ ہمیں اس کا علم نہیں۔ ہم جو کتاب اللہ میں پائیں گے بس اسی کی پیروی کریں گے۔ ''

حسن بن جابر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا اور پھر فرمایا، قریب ہے کہ تم میں سے کوئی (شخص) میری تکذیب کرے، وہ تکیہ لگائے ہو، میری حدیث (اس کے سامنے) بیان کی جائے تو وہ کہے کہ ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے، ہم اس میں جس چیز کو حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے اور جس کو حرام پائیں گے اس کو حرام گردانیں گے لیکن یاد رکھو جن چیزوں کو رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، وہ بھی اسی کے مثل ہیں، جن کو اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے۔ ''اس حدیث کو امام حاکم، ترمذی اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں جن میں یہ ہے کہ آپؐ اپنے خطبہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ یہاں حاضر ہیں، وہ ان تک پہنچادیں جو غائب ہیں، آپؐ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ بھی فرماتے کہ کئی وہ لوگ جن تک بات کو پہنچایا گیا ہو، سننے والے سے بھی زیادہ یاد رکھنے والے ہوسکتے ہیں، چنانچہ صحیحین میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفہ میں قربانی کے دن خطبہ دیا تو اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''جو حاضر ہیں، وہ ان تک پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں کیونکہ بہت سے لوگ جن تک بات کو پہنچایا گیا ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ ''سننے والے سے بھی زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔ ''اگر سنت سننے والے اور سنائے جانے والے کے لئے حجت نہ ہوتی اور فرمایا ہے کہ یہ سن کر مجھے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لئے شرح صدر عطا فرمایا اور مجھے یقین ہوگیا کہ آپ کی بات ہی حق ہے، دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اور انہوں نے مرتدین کے خلاف جہاد کرکے انہیں دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل کردیا اور جس نے اپنے ارتداد پر اصرار کیا اسے تہہ تیغ کردیا، یہ واقعہ سنت کی عظیم تعظیم اور اس کے مطابق عمل کرنے کے وجوب کے بے حد واضح دلیل ہے۔

اسی طرح ایک دادی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھنے لگی کہ میراث میں اس کا کتنا حصہ ہے؟ فرمایا ''کتاب اللہ میں تو تمہارا حصہ مذکور نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ مجھے معلوم نہیں لہذا میں اس مسئلہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ ''چنانچہ جب آپ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو بعض

لوگوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دادی کو میراث سے چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی سنت کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال کو یہ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ اگر کتاب اللہ میں وہ مسئلہ موجود نہ ہو تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ''املاص المرأة'' یعنی عورت کے جنین کو مردہ گرادینے کے مسئلہ میں دشواری محسوس ہوئی تو انہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو محمد بن مسلمہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے گواہی دی کہ نبی کریم ﷺ نے اس مسئلہ میں یہ فرمایا تھا کہ ایک غلام یا باندی (لونڈی) دی جائے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کے مطابق فیصلہ فرمادیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس مسئلہ میں دشواری محسوس ہوئی کہ عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد عدت کہاں گزارے تو فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد انہیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر ہی میں رہیں جب تک کہ عدت پوری نہ ہو، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان نبوی سن کر اس کے مطابق فیصلہ فرمادیا۔ اسی طرح آپ نے ولید بن عقبہ پر حد شراب جاری کرنے کے بارے میں بھی سنت کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع فرماتے ہیں تو انہوں نے حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھ لیا اور کہا کہ میں کسی کے قول کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب بعض لوگوں نے حج تمتع ہی کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تو یہ کہتے ہیں کہ حج کو مفرد ادا کرنا زیادہ بہتر ہے، تو انہوں نے فرمایا ''مجھے یہ ڈر ہے کہ تم پر کہیں آسمان سے پتھروں کی بارش برسنا نہ شروع ہو جائے کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے اور تم یہ کہتے ہو کہ ابو بکر و عمر یہ کہتے ہیں۔ قابل غور یہ بات ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات پر عمل کرنے کی صورت میں بھی عذاب الٰہی کی گرفت میں آنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے تو پھر کوئی اور کس گنتی اور شمار میں ہو سکتا ہے؟ یا فرمان نبوی کے مقابلہ میں کسی کی رائے یا اجتہاد کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ کچھ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کسی سنت کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو یہ فرماتے ہیں تو حضرت عبداللہ نے فرمایا لوگو! یہ بتاؤ کیا ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے یا ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کریں؟

ایک بار حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، سنت رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے ایک مسئلہ بیان فرمار ہے تھے تو ایک آدمی نے جب یہ کہا کہ ہمیں کتاب اللہ کے حوالہ سے بتائیے تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ سنت، کتاب اللہ کی تفسیر ہی تو ہے، اگر سنت نہ ہوتی تو ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ ظہر کی چار رکعتیں ہیں، مغرب کی تین ہیں اور صبح کی دو ہیں۔ اسی طرح ہمیں احکام زکوٰۃ کی بھی تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی تھی، علاوہ ازیں دیگر بہت سے احکام بھی ایسے ہیں جن کی تفصیل ہمیں صرف سنت ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔

سنت کی عظمت، اس کے مطابق عمل کے وجوب اور اس کی مخالفت سے اجتناب کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت سے آثار مروی ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ:

((لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ))

''اللہ کی بندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں جانے سے منع نہ کرو۔''

تو ان کے ایک بیٹے نے کہا، اللہ کی قسم! ہم تو انہیں منع کریں گے تو یہ سن کر حضرت عبداللہ سخت ناراض ہوئے اور انہیں بہت سخت سست کہا اور فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے انہیں منع نہ کرو اور تو کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! ہم انہیں منع کریں گے۔''

ایک بار جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے ایک رشتہ دار کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اسے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ''اس سے آدمی نہ توشکار کرسکتا ہے اور نہ دشمن کو قتل کرسکتا ہے ہاں البتہ اس سے دانت ٹوٹ سکتا ہے اور آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔'' اس حدیث کے سنانے کے بعد انہوں نے جب اسے پھر کنکری مارتے ہوئے دیکھا تو فرمایامیں تجھ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا کیونکہ میں نے تجھے یہ حدیث سنائی ہے کہ رسول اللہ نے اس سے منع فرمایاہے ،اس کے باوجود تو کنکری پھینکتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جلیل القدر تابعی حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ جب آپ کسی آدمی سے حدیث بیان کریں اور وہ یہ کہے کہ اسے چھوڑ دو اور اس کی بجائے ہمیں قرآن سے بیان کرو تو جان لو کہ وہ گمراہ ہے۔

امام وزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سنت تو کتاب اللہ کا فیصلہ کرتی ہے یعنی

کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرتی یا ایسے بہت سے احکام کو بیان کرتی ہے جو کتاب اللہ میں مذکور نہیں ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل ۱۶/۴۴)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں کی جانب نازل فرمائے گئے ہیں آپ وہ کھول کھول کر بیان کردیں تاکہ وہ غور فکر کریں۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ لوگو!دیکھو مجھے کتاب بھی دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی (یعنی حدیث) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں سے کہا کہ اگر تم آثار کو چھوڑ دو گے تو تباہ و برباد ہو جاوگے ، آثار سے آپ کی مراد احادیث صحیحہ ہیں۔ امام بیہقی نے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تمہیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پہنچ جائے تو پھر اسے مضبوطی سے تھام لو اور باقی سب کچھ چھوڑ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالی کی طرف سے دین کے مبلغ تھے ،امام بیہقی نے جلیل القدر امام حضرت سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ذکر فرمایا ہے کہ علم تو علم حدیث ہی کا نام ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک کی بات رد کی جاسکتی ہے مگر اس ذات گرامی کی بات کو رد نہیں کیا جاسکتا جو اس قبر میں محو استراحت ہے ، یہ کہتے ہوئے آپ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی طرف اشارہ فرماتے ، حضرت الامام ابو حنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث تو سر آنکھوں پر ہے۔

حضرت الامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی صحیح حدیث بیان کروں اور خود اس پر عمل نہ کروں تو پھر تمہیں گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ بس سمجھ لو کہ میری عقل جواب دے گئی ہے ،اسی طرح آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی بات کہوں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس کے خلاف ہو تو میری بات کو دیوار پر دے مارو۔

حضرت الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کچھ رفقاء سے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ میری تقلید نہ کرو، مالک اور شافعی کی بھی تقلید نہ کرو بلکہ دین کو وہاں سے لو جہاں سے ہم نے لیا ہے (یعنی کتاب وسنت سے) ۔آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان لوگوں پر بہت تعجب ہے جو اسناد کو جانتے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس کی صحت کو پہچانتے ہیں اور پھر اسے چھوڑ کر سفیان کی رائے کو اختیار کرلیتے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور ۲۴/۶۳)

''جو لوگ ان (یعنی رسول اللہ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہئے (ایسا نہ ہو کہ) ان پر (دنیا میں) کوئی آفت پڑ جائے یا (آخرت میں) تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔''

پھر آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ س آیت میں ''فتنہ'' سے کیا مراد ہے؟ فتنہ سے مراد شرک ہے لہٰذا اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے کسی

ارشاد کو رد کردے تو اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کوئی کجی پیدا فرمادے جس سے وہ ہلاک ہوجائے۔

امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے جلیل القدر تابعی (اور مفسر) حضرت مجاہد بن جبر رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ:

فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ (النساء۴/۵۹)

''اور اگر کسی بات میں تمہارا آپس میں اختلاف واقع ہوجائے تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔''

اس میں، اللہ کی طرف رجوع سے مراد "کتاب اللہ" اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع سے مراد "سنت رسول اللہ" کی طرف رجوع ہے۔ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہ قول ذکر فرمایا ہے کہ ''ہمارے علمائے کرام یہ فرمایا کرتے تھے کہ سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھام لینا نجات کی ضمانت ہے۔'' موفق الدین ابن قدامہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روضتہ الناظر فی بیان اصول الاحکام'' میں لکھا ہے کہ ''ادلہ شرعیہ میں سے اصول ثانی، سنت رسول اللہ ﷺ ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان حجت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ صداقت سے نوازا، آپ کی اطاعت کا حکم دیا اور آپ کے فرمان کی مخالفت سے ڈرایا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ ارشاد باری تعالیٰ:

فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور۲۴/۶۳)

''جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہئے (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی (دنیا میں) آفت پڑ جائے یا (آخرت میں) تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔''

اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں ''امر'' سے مراد رسول اللہ ﷺ کا راستہ، دستور، طریقہ، سنت اور شریعت ہے۔ تمام اقوال واعمال کو آپ کے اعمال واقوال کی کسوٹی پر رکھا جائے گا جو آپ کے اعمال وارشادات کے مطابق ہوں گے وہ مقبول اور جو مخالف ہوں گے وہ مردود قرار پائیں گے خواہ انہیں سرانجام دینے والا قائل وفاعل کوئی بھی ہو جیسا کہ ''صحیحین'' اور دیگر کتب حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ ''جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہ ہو تو وہ مردود ہے'' لہٰذا جو لوگ باطنی وظاہری طور پر رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ ان کے دلوں میں کفر یا نفاق یا بدعت کا فتنہ پیدا ہوجائے یا قتل یا حد یا قید وغیرہ کی صورت میں کوئی عذاب الٰہی انہیں اپنی گرفت میں لے لے جیسا کہ امام احمد نے عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ کی سند سے روایت بیان کی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اپنے اردگرد کو روشن کردیا تو کیڑوں مکوڑوں اور پتنگوں نے آگ میں گرنا شروع کردیا، وہ آدمی انہیں آگ میں گرنے سے روکتا ہے مگر وہ اس پر غالب آکر آگ میں گرجاتے ہیں یہ ہے میری اور تمہاری مثال میں تمہیں جہنم کی آگ میں گرنے سے بچانے کے لئے تمہاری کمروں سے پکڑتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آگ سے دور ہوجاؤ مگر تم مجھ پر غالب آ کر جہنم کی آگ میں گر رہے ہو'' (بخاری ومسلم رحمتہ اللہ علیہما نے ان دونوں احادیث کو امام عبدالرزاق کی سند سے بیان کیا ہے)

علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ''مفتاح الجنتہ فی الاحتجاج بالسنتہ'' میں لکھا ہے کہ ''خوب جان لو کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی حدیث، اصول کی معروف شرائط کے مطابق، خواہ وہ حدیث قولی ہو یا فعلی، کے حجت ہونے کا انکار کرے، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کا حشر مسلمانوں کے ساتھ نہیں بلکہ یہودیوں، عیسائیوں یا اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے مطابق دیگر کافر فرقوں کے ساتھ ہوگا۔'' حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمتہ اللہ علیہم اور ان کے بعد کے اہل علم کے سنت کی تعظیم، اس کے مطابق عمل کے وجوب اور اس کی مخالفت سے اجتناب کے بارے میں بے شمار ارشادات موجود ہیں لیکن ہمیں امید ہے کہ ہم نے اس موضوع کے بارے میں جو آیات، احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں یہ ایک طالب حق کے لئے کافی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان اعمال کے بجالانے کی توفیق عطاء فرمائے جو اس کی رضا اور خوشنودی کا موجب ہوں، اس کے ناراضی کے اسباب سے بچنے کا باعث ہوں اور وہ محض اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انہ سمیع قریب ' وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وعلی-لہ واصحابہ واتباعہ باحسان

[مقالات وفتاویٰ ابن باز]

**صفحہ 427**

محدث فتویٰ